لفظِ شیعہ کا قرآنی مفہوم

مُصنّف!

الحاج علّامہ سیّد محمّد جعفر زیدی شہید

لفظ شیعہ
کا
قرآنی مفہوم

از قلم
مولانا السید محمد جعفر زیدی صاحب قبلہ
خطیب شیعہ جامع مسجد - اسلام پورہ
لاہور

عرضِ ناشر

کوہمری کے ایک مومن نے امامیہ مشن لاہور کو ایک پمفلٹ "خدا کے قرآن میں لفظِ شیعہ کی مذمت" فراہم کیا اور یہ درخواست کی کہ اس شر انگیز پمفلٹ کا جواب لکھ کر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فرض ادا کیا جائے تاکہ محبانِ اہل بیتؑ کے مجروح جذبات کو آسودگی ملے۔

اس شر انگیز و بے عنوان پمفلٹ میں قرآنِ پاک کی معنوی تحریف کرتے ہوئے لفظِ شیعہ کے معنے "گمراہ ٹولہ" اور لفظِ سنت کے معنے "اللہ کا طریقہ" بتائے گئے تھے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک شر پسند گروہ کی جانب سے اس قسم کی شر انگیزی برابر جاری ہے تاکہ شیعہ و سنی کے مابین زیادہ سے زیادہ بدگمانی اور منافرت پیدا ہو اور ملک پر فتنہ و فساد کی عافیت سوز فضا چھا جائے۔ دراصل یہ لوگ نہ اسلام سے واسطہ رکھتے ہیں نہ پاکستان سے کوئی ہمدردی۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم محبانِ اہل بیت کو صبر و ضبط کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ملک و ملت کے تمام خیر خواہوں کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ فتنہ پرداز لوگوں کو تعصب کی آگ بھڑکانے کا موقع

نہ دیں، اور حکومت ان دین فروشوں و عافیت سوز عناصر پر کڑی نظر رکھے۔

زیر نظر تبلیغی کتابچے میں محولہ بالا گمراہ کن پمفلٹ (خدا کے قرآن میں لفظِ شیعہ کی مذمت) کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو سرپرست امامیہ مشن مولانا سید محمد جعفر صاحب قبلہ خطیب جامع شیعہ اسلام پورہ لاہور کی عالمانہ و ذمہ دارانہ جنبشِ قلم کا نتیجہ ہے۔ ہم سرپرستِ امامیہ مشن کے بہت ممنون ہیں کہ انہوں نے اس تبلیغی کتابچے کو مئی ۱۹۷۴ء کے پیامِ عمل کے ساتھ قارئین کی نذر کر رہے ہیں۔ یہ انتظام بھی کیا ہے کہ یہ تبلیغی کتابچہ کثیر تعداد میں چھپوا کر مختلف اطراف میں مفت تقسیم کیا جائے۔

ہم مولانا مولوی سید محمد جعفر صاحب قبلہ سرپرست پیامِ عمل کے نہایت ممنون ہیں کہ انہوں نے یہ منفرد جامع جواب مرحمت فرمایا۔

۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء

(الحاج خواجہ) حبیب علی

ایک پمفلٹ جس کا مضمون انتہائی نادانی کی معجون ہے، نظر سے گذرا جس کا عنوان ہے۔

"خدا کے قرآن میں لفظ شیعہ کی مذمت"

پھر دوسرا عنوان ہے

"قرآن شریف میں لفظ سنت کی تعریف"

مضمون مذکور میں انتہائی دروغ، چالاکی، مکاری اور نادانی سے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کریم میں لفظ شیعہ کی ہر جگہ مذمت کی گئی ہے، ساتھ ہی اپنے عوام کو یہ دھوکہ دینے کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں جہاں لفظ شیعہ، یا لفظ شیع یا لفظ اشیاع قرآن کریم میں آیا ہے، ان لفظوں سے مراد یہی فرقہ شیعہ ہے، جو آج لفظ شیعہ کے نام سے مشہور ہے جو بعد رسول سوائے آئمہ اہل بیت اور کسی کو امام یا خلیفہ برحق نہیں مانتا۔ دوسرے عنوان کے تحت میں یہ دکھایا گیا ہے کہ قرآن کریم میں لفظ سنت ہر جگہ مدح میں ہے اور بہترین معنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو سراسر غلط ہے۔

مضمون نگار کی علمی اور عربی قابلیت

ہم سب سے پہلے مضمون نگار کی علمی اور عربی قابلیت کی قلعی کھولنے پر مجبور ہیں اور افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ کتنا مستحق رحم یا مستوجب رحم ہے، وہ شخص

جو ہو تو انتہائی نادان اور مدعی ہو جانے روز گار بننے کا؟

موصوف کی علمی قابلیت کا حال یہ ہے کہ وہ معنٰی کو معنۃ اور بڑی کو بڑہ کہہ رہے ہیں، پھر مضمون سیاہ کو ختم کرنے لگتے ہیں۔

"تمتنے الحنیر" خدا جانے یہ کون سی عربی ہوئی اور کس زبان کا لفظ ہو؟

جس شخص کو عربی سے کوئی مس ہی نہ ہو اس کی جرأت دیکھئے کہ وہ آیات قرآنی کا مترجم اور مفسر بن رہا ہے، جو عام فہم اور روز مرہ کے الفاظ کا بھی صحیح ترجمہ نہ کر سکے، جس کو مبتدا کی خبر ہو نہ خبر کی خبر اس کی تفسیر کیسی کچھ ہوگی؟

موصوف نے لفظ سُنَّۃَ اللّٰہِ (جس میں صرف دو لفظ ہیں ایک مضاف اور دوسرا مضاف الیہ) کا ترجمہ جا بجا کیا ہے۔

"سنت طریقہ اللہ کا ہے"

موصوف سے کون پوچھے کہ لفظ سنت کا ترجمہ تو ہو گیا "طریقہ" پھر ترجمہ میں لفظ سنت دوبارہ کیسے آگیا اور آخر میں لفظ "ہے" بڑھا کر ان لفظوں کو جملہ خبریہ کیسے بنا دیا؟ صرف یہ دکھانے کے لئے کہ ہم جس سنت کے اہل ہیں وہ اہل سنت ہیں، اسی سنت کو اللہ اپنا طریقہ بتا رہا ہے۔ حالانکہ سُنَّۃَ اللّٰہِ کا ترجمہ ہے، صرف اللہ کی سنت یا اللہ کا طریقہ اگر ترجمہ میں سنت کہا جائیگا تو پھر طریقہ نہ کہا جائیگا، اور اگر طریقہ کہا جائے گا تو لفظ سنت نہ کہا جائیگا، لیکن موصوف نے لفظ سنت کو بدستور رکھا، اور ساتھ میں اس کا ترجمہ بھی یعنی طریقہ اور آخر میں ہے، بڑھا کر پورا جملہ بنا دیا، جو قرآن کریم میں معنوی تحریف کا سنگین جرم ہے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ جیسے کوئی کہے برگ گاؤ

زبان کا پتہ یا تخم ریحاں کے بیج یا جنا بہج کا پھل؟

موصوف نے لفظ شیعہ کے غلط معنی بتا کر اپنی نادانی کا مکمل ثبوت دیدیا

مضمون نگار کی علمی قابلیت کا رہا سہا بھانڈہ بالکل ہی پھوٹ گیا، جبکہ وہ لفظ شیعہ کے معنی بتلانے میں مصروف ہوکے فرماتے ہیں۔

"لے بھائی شیعہ کا لفظی اور حرفی معنی تو شیعہ ہی ہے اور لغوی معنی گروہ اور ٹولے کا ہے، مگر گروہ بھی وہ جو گمراہ ہے"

موصوف نے پہلے تو لفظ شیعہ کے معنی ہی بتانے میں تامل کیا اور کہہ دیا کہ شیعہ کا معنی شیعہ ہی ہیں، یہ اس لئے کہ انہوں نے ایک میں شیع اور اشیاع وغیرہ کا ترجمہ ہر جگہ شیعہ ہی کیا ہے، تاکہ جہلا کو یہ باور کرا دیں کہ ہر جگہ فرقۂ شیعہ ہی کا ذکر ہے۔ حالانکہ پچھلی امتوں میں یہ مسئلہ زیر بحث ہی کہاں تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ کے صحیح جانشین ابوبکر ہیں یا علی، جس کی بنا پر ان امتوں میں کوئی شیعہ ہو اور کوئی سنی، اس کے بعد موصوف نے شیعہ کے لغوی معنی کہے ہیں گمراہ ٹولے کے، اگر موصوف نے کسی لغت میں یہی معنی دیکھے تھے اور کسی لغت میں ہی گمراہ ٹولے کے، معنی تھے تو اس لغت کا نام لینے سے کس نے ان کا قلم روکا تھا؟ جب لغوی کہہ کر لغت کا دعویٰ کیا تھا تو اس لغت کا نام لیتے ہوئے شرم کیوں آئی؟ اگر موصوف میں جرأت ہو اور اپنے کہے کی لاج رکھنا ہو تو اس لغت کا نام لیں، جس میں شیعہ

سے معنی گمراہ ٹولے کے بھی ہوں، وورنہ تسلیم کریں کہ ہم سنی نون کے شد کے ساتھ نہیں ہیں، بلکہ سنی سنائی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ سنی سنائی باتیں بھی علما رسے نہیں بلکہ جہلا یا روزگار سے سنی سنائی ہوئی۔

شیعہ کے معنی گمراہ ٹولے کے ہرگز ہرگز نہیں، یہ اسی طرح کا بہتان ہے جیسے کہ حضرت ابو بکر کے قریبی رشتہ دار مسطح بدری نے ام المومنین حضرت عائشہ پر باندھا تھا، چونکہ موصوف بھی حضرت ابو بکر سے ہم رشتہ اور منسلک ہیں لہذا وہ مسطح بدری سے بھی آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ بلکہ کلام اللہ پر بہتان باندھ رہے ہیں۔

لفظ شیعہ کے لغوی معنیٰ!

تنہا لفظ شیعہ کے معنیٰ ہیں گروہ اور جماعت کے! اور جب یہ لفظ کسی نام کی نسبت سے خواہ وہ لفظوں میں ہو یا ذہنوں میں بولا جائیگا، تو اس کے معنی ہوں گے، اس شخص کی پیروی، حمایت، نصرت اور محبت رکھنے والے سے جیسے شیعہ نوح، شیعہ موسیٰ، شیعہ علی یا شیعہ اہل البیت جلیے سامنے وو سنی لغت ہیں، جو مشہور عالم سنی یا عیسائی عالم کی لغت ہے، ہر لغت کی اصل عبارت نقل کئے دیتے ہیں۔

شیعۃ الرجل، بالکسر، پیروان وے یاران مرد وگروہ، واحد و تثنیہ جمع و مذکر و مونث در وے یکساں است۔

یا گروہے از ہوا داران علی و فاطمہ و اولاد ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ہو اسم لہم خاصًا۔

یعنی لفظ شیعہ شین کے زیر کے ساتھ کسی شخص کی پیروی اور مدد گار اور کسی کا گروہ۔ یہ لفظ ایک، دو اور زیادہ اشخاص اور مرد اور عورت سب کے لئے یکساں ہے، اور وہ گروہ جو علی، فاطمہ، اور ان کی اولاد سے محبت رکھنے والا ہے، یہ ان لوگوں کا مخصوص نام ہے۔

(منتہی الارب)

شیعة الرجل۔ بالکسر اتباع وانصار مرد و ہوا داران اولادِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (منتخب اللغات)

یعنی کسی کے شیعہ یہ لفظ شین کے زیر کے ساتھ ہے کسی کے پیروی کرنے والوں اور انصار کے لئے بولا جاتا ہے، اور اولادِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت رکھنے والوں کے لئے ہے۔

الشِّیْعَةُ ۔ اتباع الرجل وانصارُہٗ وَالفِرقَةُ وَقَدْ غَلَبَ ھٰذَا الْاِسْمُ عَلٰی کُلِّ مَنْ تَوَلّٰی عَلِیًّا وَ اَھْلَ بَیْتِہٖ۔

(المنجد المسیحی)

یعنی شیعہ کے پیرو، مددگار اور گروہ اور یہ مخصوص نام قرار دیدیا گیا ہے، ہر اس شخص کا جو علی اور ان کے اہل بیت سے تولّا رکھتا ہے۔

ناظرین دیکھیں کہ دنیا کی کسی لغت نے بھی لفظ شیعہ کے معنی گمراہ کے نہیں لکھے۔ بلکہ ہر لغت نے انصار و اتباع و محبان اہل بیت کے لکھے ہیں۔ شیعہ کے معنی ناپاک اور گمراہ کے وہی کہہ سکتا ہے، جو خود گمراہ اور ناپاک ہو، شیعہ کے معنی تو پیروی کرنے والے اور محبت کرنے والے کے ہیں، یہ پیروی اور محبت اگر ان ہستیوں کی ہو جو پاکیزہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مقبول ہیں، معصوم ہیں، جن کی پیروی کرنے اور جن سے محبت رکھنے کا خدائے تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے۔ تو ان کے شیعہ دنیا میں نیک و نام اور آخرت میں یقیناً نیک انجام ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص کسی مردود مسطرود کا پیرو اور محب ہو، کسی منافق اور اشقی الازلی کا ہم نوا ہو تو ایسے شخص یا اشخاص کا شیعہ دونوں جہاں میں بدنصیب اور نامراد ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ شیعہ میں نہ معاذ اللہ کوئی ناچاکی ہے نہ برائی ہے۔ لفظ سادہ ہے جس میں اچھا یا برا رنگ نسبت سے آئیگا اگر بہترین ہستیوں کا شیعہ ہے تو کیا کہنا۔ اور اگر بدترین لوگوں کا شیعہ یعنی پیرو اور محب ہے تو وہ خود بھی بدترین ہے۔ بالکل یہی کیفیت لفظ سنت کی ہے۔

سنت بہترین بھی ہے اور بدترین بھی

لفظ شیعہ کی طرح لفظ سنت بھی ایک سادہ لفظ ہے جس میں نسبت کی وجہ سے اچھائی اور برائی دونوں ہی پیدا ہوں گی کیونکہ سنت کے معنی ہیں طریقہ اور ظاہر ہے کہ طریقہ اللہ اور رسول اور اہل بیت اطہارؑ اور

صحابہ اخیار کا بھی ہے، جو بہترین نسبت سے یقیناً بہترین ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں طریقہ شیاطین اور اشرار کا بھی ہے، منافقین اور کفار کا بھی ہے، ظاہر ہے کہ ان بدترین کی سنت بھی بدترین ہے، یہ کہنا کہ لفظ سنت کی ہر جگہ تعریف (مدح) ہے بالکل غلط ہے، چنانچہ لفظ سنت کی مدح میں مضمون نگار نے جن آیات کو پیش کیا ہے، ان آیات میں سے زیادہ تر آیات میں سنتِ کفار کا تذکرہ ہے، لیکن مضمون آفرین نے آنکھ بند کرکے لفظ سنت سے شیدائی بنکر ان آیات کو بھی لفظ سنت کی مدح میں پیش کر دیا اور آنکھ بھول کر یہ تک نہ دیکھا کہ ان آیات میں سنت کفار کی انتہائی مذمت ہو رہی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ موصوف لفظ سنت پر اس درجہ فریفتہ ہیں کہ جہاں لفظ سنت دیکھا اس کے فدائی ہو گئے چاہے وہاں کفار اور مشرکین کی سنت خبیثہ ہی کا ذکر ہو، موصوف لفظ سنت سے عشق میں ہر سنت کا اہل بننے کے لئے تیار ہیں، لیکن لفظ شیعہ سے مضمون نگار بیزار اور ALLERgic ہیں کہ یہ لفظ شیعہ قرآن کریم میں قدرت نے خواہ اپنے خلیل اور پیغمبر جلیل کے لئے استعمال کیا ہو موصوف وہاں بھی لفظ شیعہ کی دشمنی میں اس کے معنی گمراہ اور مخالف حق ہی سمجھ لیتے ہیں۔

موصوف نے لفظ شیعہ کی دشمنی میں حضرت ابراہیم کو بھی گمراہوں میں شامل کر لیا

خداوند عالم نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کے شیعہ اور پیروان میں سے ارشاد فرمایا ہے چنانچہ پارہ ۲۳ میں حضرت نوح علیہ السلام

کے ذکر کے بعد ارشاد الٰہی ہے۔ وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ یعنی یقیناً یقیناً ابراہیم نوح کے شیعہ یعنی پیروی کرنیوالوں میں سے ہے۔ اس آیت میں ایک نبی کو نبی کا شیعہ کہا گیا ہے۔ لیکن موصوف کو چونکہ لفظ شیعہ سے انتہائی عداوت ہے اور ان کے نزدیک شیعہ کے معنی ہی گمراہ کے ہیں اس لئے انہوں نے دآؤ دیکھا نہ تاؤ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی گمراہوں میں شامل کر دیا، چنانچہ فرماتے ہیں۔

"حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اس قوم میں سے تھے جو حضرت نوح کے برخلاف و مخالف ہو کر گمراہی میں چلی آتی تھی"

خدا کی پناہ جس شخص نے لفظ شیعہ کی دشمنی میں حضرت ابراہیم جیسے جلیل القدر پیغمبر پر بھی ہاتھ صاف کر دیا ہو وہ اہل بیت کے شیعوں کو کب معاف کر سکتا تھا۔

یہی نہیں بلکہ وہ اپنے علماء پر بھی بڑی طرح برس پڑا صرف اس بنا پر کہ انہوں نے شیعہ کا ترجمہ پیروی کرنے والا کیوں کیا، مخالفت کرنیوالا کیوں نہ کیا، چنانچہ فرماتے ہیں۔

"اس میں تو کچھ ہمارے علماء مغالطہ کھا گئے ہیں"

موصوف کی ہمہ دانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

"وہ ابراہیم خود شیعہ نہ تھے، قوم شیعہ میں سے تھے۔"

برین عقل و دانش بباید گریست۔ ایسے صریحی لفظ کا ترجمہ اگر ایسی جہل اور سراسر غلط انداز پر کیا جائے تو پھر کان من الکافرین جو ابلیس کے لئے فرمایا گیا ہے، اس کا ترجمہ کیا ہوگا؟ یہی نا کہ ابلیس خود کافر نہ تھا قوم کفار سے تھا۔

ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین جو حضرت اسماعیلؑ کا قول قرآن مجید میں ہے، اس کا ترجمہ بھی تو یہ ہوگا کہ یا آپ مجھے خود کو تو صابر نہ پائیں گے، بلکہ قوم صابرین میں سے پائیں گے، اور انہ من عبادنا المخلصین جو قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کے لئے فرمایا گیا ہے، اس کا ترجمہ بھی اسی طرح کیجئے کہ یوسف خود تو بندۂ مخلص نہ تھے، بلکہ مخلصین کی قوم سے تھے،

موصوف نے یہ سراسر اغلاط اور جہلات کی بھرمار صرف اس لئے کی کہ وہ لفظ شیعہ سے انتہائی متنفر اور بیزار ہیں جہاں یہ لفظ شیعہ دیکھتے ہیں چراغ پا ہوجاتے ہیں، پھر یہ تک نہیں دیکھتے کہ یہ لفظ کس جلیل القدر ہستی کے لئے کس رب جلیل نے استعمال کیا، اب جب کہ موصوف نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کی مخالف اور گمراہ قوم میں سے قرار دیدیا ان کے معتقد شریعت سے کریں کہ موصوف کے ایمان و اسلام کا حشر کیا ہوا؟

موصوف نے حضرت موسیٰؑ کے شیعہ کو بھی اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنایا

ظاہر ہے کہ جب موصوف نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم کو شیعۂ نوح دیکھ کر حضرت ابراہیم کو اپنے حساب سے نہ چھوڑا تو وہ شیعۂ موسیٰ کو کب بخش سکتے تھے

ہم موصوف سے پوچھتے ہیں کہ جہاں آپ ہر آیت قرآنی کا ترجمہ من مانا کر لیتے تھے، وہاں آپ نے ھٰذا مِنْ شِیْعَتِہٖ وَ ھٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ کا ترجمہ کرنے کی زحمت کیوں نہ اٹھائی ؟

یہاں بھی کچھ نہ کچھ من مانا ترجمہ کر دیتے لیکن ہمت نہ کر سکے کیونکہ مقابلہ میں لفظ عدوّہٖ موجود ہے جو بتا رہا ہے کہ شیعہ کے معنیٰ دوست اور محب کے ہیں۔ اور آیت صاف کہہ رہی ہے کہ ایک آدمی حضرت موسیٰ کا محب تھا اور دوسرا دشمن تھا، موصوف چونکہ لفظ شیعہ کے دشمن ہیں اس لئے دشمن موسیٰ کے طرفدار بنتے ہیں اور محب موسیٰ سے بیزاری دکھاتے ہیں اور اس کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔

یہیں سے ثابت ہو رہا ہے کہ جو شخص لفظ شیعہ سے دشمنی رکھے گا وہ نہ تو کسی نبی سے محبت رکھ سکیگا نہ نبی کے کسی محب سے اس کو لامحالہ دشمنانِ پیغمبری کا ساتھ دینا پڑیگا۔ جیسا کہ موصوف نے حضرت ابراہیم کو گمراہ قوم میں سے سمجھ لیا اور محب موسیٰ کو گمراہ اور مجرم کہہ کر دشمن موسیٰ کی حمایت کی، اور کہدیا کہ "شیعہ شریر اور گمراہ کو فرمایا گیا نہ کسی شریف کو۔"

نیز لکھتے ہیں۔

"حضرت موسیٰ نے پہلے دن بھی اسی شیعہ کو لفظ مجرمین میں شمار کیا۔ پھر دوسرے دن اس کی نسبت صاف صاف فرما دیا اِنَّکَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ، یعنی الٹے مقصد بدخواہ تو ظاہر گمراہ ہے۔"

افسوس کہ لفظ شیعہ کی دشمنی میں مخاطب موصوف نے قرآن کریم کی

معنوی تحریف کا سنگین جرم اپنی گردن پر لے لیا اور جو بات حضرت موسیٰ نے اپنے دشمن سے کہی تھی اس بات کو حضرت موسیٰ کے شیعہ پر جڑ دیا، اور آنکھ کھول کر قرآن کریم کے سیاق وسباق کو نہ دیکھا، اگر خاطیب موصوف کے قول کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ (یقیناً تو کھلا ہوا گمراہ ہے) اپنے شیعہ ہی کو کہا تھا تو اس کہنے کے بعد حملہ کس پر کرنا چاہا، اس شیعہ پر یا اپنے اور شیعہ کے دشمن پر یہ سوال قرآن کریم سے کیا جا سکے تو قرآنی جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ کہہ کر حملہ کرنا چاہا اور صرف حملہ کرنا چاہا اپنے اور شیعہ کے دشمن پر چنانچہ قرآن کریم اس طرح گوہر افشانی کر رہا ہے، قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ہ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا (سورۃ قصص) یعنی موسیٰ نے اس سے کہا کہ تو کھلا ہوا گمراہ ہے، اس کے بعد جب موسیٰ نے اپنے اور اپنے شیعہ کے دشمن پر حملہ کرنا چاہا۔

یہاں کون عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے کھلا گمراہ اور مجرم تو فرمایا اپنے شیعہ کو پھر حملہ آور ہوئے اس گمراہ اور مجرم کو چھوڑ کر شیعہ کے اور اپنے دشمن پر جو صحیح راستہ پر تھا اور بے قصور تھا معاذ اللہ ظاہر ہے کہ اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ کہہ کر جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام حملہ آور ہوئے اسی کو اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ فرمایا تھا۔

گمراہ کون تھا اور راہ راست پر کون تھا؟

قرآن کریم واضح الفاظ میں فیصلہ کر رہا ہے کہ شیعہ موسیٰ راہ راست پر تھا اور
ان دونوں کا دشمن گمراہ ۔ یہ کھلا ہوا گمراہ تھا ، لیکن مخاطب موصوف کے نزدیک
نبی کا شیعہ ہونا ہی گمراہی ہے اور نبی کا دشمن ہونا ہی صحیح راستہ پر ہونا ہے ، تو
ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ خود کیا ہیں ؟ گمراہ ہیں یا راہ راست پر ؟ اگر
راہ راست پر ہیں تو حضرتِ موسیٰ کے شیعہ نہیں بلکہ ان کے دشمن ہیں ۔ اور
یہ دونوں لفظ هٰذا مِن شيعته وهٰذا مِن عدوه چونکہ متقابلہ
کے ہیں ۔

تو آپ اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیعہ یعنی دوستوں
میں سے ہیں یا دشمنوں میں سے ہیں ؟ آپ کی منطق سے تو راہ راست پر
وہی ہو سکتا ہے جو نبی کا دشمن ہو ۔

کتنی افسوسناک ہے یہ بات کہ خداوند عالم جس کو نبی موسیٰ کا شیعہ کہہ
رہا ہو ، اس سے آپ محض لفظ شیعہ کی دشمنی میں انتہائی بیزار ، اور جس کو اللہ
تعالیٰ نبی موسیٰ کا دشمن کہہ رہا ہو اس کے انتہائی طرفدار صرف اس لئے
کہ وہ موسیٰ کا شیعہ نہیں بلکہ ان کا دشمن تھا ۔

کیا آپ کے عقیدہ کی بنیاد انبیاء کرام کی عداوت ہی ہے ؟

ترجمہ آیاتِ قرآنیہ میں مخاطب موصوف کا ہیر پھیر

ناظرین کو ہم دکھا چکے کہ مخاطب موصوف نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کہا تھا کہ حضرت ابراہیم خود شیعہ نہ تھے قوم شیعہ میں سے تھے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شیعہ کو واقعی شیعۂ موسیٰ بتاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

• حضرت موسیٰؑ نے پہلے من بھی اشتق

شیعہ کو لفظ مجنونین میں شمار کیا۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ الفاظ قرآنیہ تو دونوں جگہ بالکل ایک لیکن ترجمہ اور مفہوم مختلف۔ جو لفظ حضرت ابراہیم کے لئے ارشاد فرمایا گیا وہی لفظ حضرت موسیٰ کے شیعہ کے لئے، یعنی حضرت ابراہیم کے لئے بھی آیت میں من شیعتہ فرمایا گیا اور شیعۂ موسیٰ کے لئے بھی وہی من شیعتہ آیا پھر یہ کیسے ہوا کہ حضرت ابراہیم تو خود شیعۂ نوح نہ تھے، اور یہ حضرت والا شخص خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ تھا، دونوں جگہ لفظ ایک مگر ترجمہ کہیں کچھ اور کہیں کچھ، یہ ہے موصوف کی قابلیت، حقیقت چھپائے چھپتی نہیں اور بات بنائے بنتی نہیں، قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی حضرت نوح کا شیعہ فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوست کو بھی موسیٰؑ کا شیعہ فرمایا دونوں بذاتِ خود شیعہ تھے، اور ان دونوں جگہ لفظ شیعہ اپنی پاک نسبت سے ممدوح اور بلند مرتبہ ہے۔

لفظ شیعہ اور اس قسم کے تمام الفاظ کسی نہ کسی نسبت سے بولے جاتے ہیں

ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ شیعہ کے معنیٰ ہیں پیرو، انصار اور محب کے اور ظاہر ہے کہ پیروی، نصرت اور محبت کسی مقتدا اور محبوب کی ہوگی اگر یہ مقتدا اور محبوب حقیقۃً لائق اقتدا، اور لائق محبت ہے تو اس کا پیرو اور محب ہونا ہرگز عیب نہیں، بلکہ اس کا پیرو اور محب نہ ہونا عیب ہے اور اگر وہ مقتدار لائق اقتدار اور محبوب لائق محبت نہیں ہے تو بے شک اقتدار اور محبت اس حالت میں سراسر عیب ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نبی خدا تھے اور بعد کے انبیا کے مقتدا ہونے کے سبب سے یقیناً لائق اقتدار بھی ہیں اور لائق محبت بھی، لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدرت نے یہ کہکر مدح وثنا کی کہ وہ نوح کے شیعہ یعنی پیرو اور محب تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ فطرۃً اپنی پیدائش ہی سے برگزیدہ خدا تھے اور اخلاقِ حمیدہ اور صفاتِ پسندیدہ رکھتے تھے اس لئے یقیناً لائق اقتدار اور لائق محبت تھے، انکا پیرو اور محب ہونا نیکی کی علامت اور ان کا دشمن ہونا بدی کی علامت ہے، قدرت نے ان کے پیرو اور محب کو ان کا شیعہ کہکر مدح اور ان کے مخالف کو ان کا دشمن کہہ کر مذموم قرار دیا، مخاطبِ موصوف نے سرے سے لفظ شیعہ ہی کو مذموم قرار دیکر ارشاداتِ خداوندی سے کھلی بغاوت اختیار کی ہے۔

حضرتِ نوح اور حضرتِ موسیٰ علیہما السلام کے شیعوں کو وہی برا کہہ سکتا ہے جو ان پیغمبروں کا دشمن ہو، علی مرتضیٰ اور اہل بیت اطہار کے شیعوں کو وہی برا کہہ سکتا ہے جو علی مرتضیٰ اور اہل بیت اطہار کا دشمن ہو، لفظ شیعہ

ہی پر منحصر ہیں۔ اس قسم کے تمام الفاظ جن کو کوئی نہ کوئی نسبت ضرور ہوتی ہے، اس نسبت سے ایسے الفاظ بہتر سے بہتر بھی ہو سکتے ہیں۔ اور برے سے بدتر بھی، شیعہ یعنی پیرو اگر پاک و پاکیزہ ہستیوں کا ہو تو کیا کہنا اور اگر کوئی شخص کبھی شیطان مجسم کا اور کبھی طاغوں و مردود کا شیعہ یعنی پیرو ہو تو اس کا بدترین ہونا بے شبہ ہے، شیعہ حضرات جن کے شیعہ اور پیرو ہیں، دنیا میں اُنکو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ پاک، برگزیدہ، امام اور معصوم نہیں، اس قسم کے جتنے بھی الفاظ ہیں ان کی اچھائی اور برائی اچھی اور بری نسبت پر موقوف ہے۔

خود لفظ سنت ہی کو دیکھ لیجئے جس کے معنی ہیں طریقہ، یہ طریقہ اگر نبیؐ کا ہے یا کسی برگزیدہ خدا کا ہے تو بہترین ہے، اور اگر یہ سنت کفار و فجار کی ہے تو بدترین ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں جابجا کفار کی سنت کو سُنَّۃُ الاوَّلین کہکر مذموم قرار دیا، لیکن مخاطب موصوف نے سُنَّۃُ الاولین والی تمام آیات کو اپنی انتہائی نادانی سے لفظ سنت کی طرح دشنام میں پیش کرکے اپنے پیر کلہاڑی مارنے کی مثل یاد دلا دی، حالانکہ سنت اچھی نسبت سے اچھی اور بری نسبت سے بری ہوگی۔ یہی حال لفظ اصحاب کا ہے، اس لفظ کی نسبت اگر نبیؐ یا کسی پاکیزہ ہستی سے ہو تو کیا کہنا لیکن اسی لفظ کی نسبت اگر کسی ناپاک شخص یا مقام عذاب سے ہو تو اسی لفظ کو کون اچھا کہہ سکتا ہے، چنانچہ اصحاب النار اور اصحاب السعیر بھی الفاظ قرآنیہ ہیں، اسی طرح لفظ آل بھی ہے جو آلِ ابراہیم

میں بھی ہے اور آلِ عمرآن میں بھی اور آلِ محمد میں بھی اور ان کے مقابلہ میں یہی لفظ آلِ فرعون اور آلِ مروان میں بھی ہے ، عبادت گذار اور پرستار کوئی خدا کا ہے کوئی اصنام کا جماعت مسلمانوں کی بھی ہے اور کفار کی بھی ۔

قرآن کریم میں حزب اللہ بھی کہا گیا ہے اور حزب الشیطان بھی اولیاء اللہ بھی کہا گیا ہے اور اولیاء الشیطان بھی تو کیا کوئی عقلمند سنت کفار کے لفظوں میں لفظ سنت دیکھ کر یا جماعت کفار میں لفظ جماعت دیکھ کر یا اصحاب النار میں لفظ اصحاب دیکھ کر یا اولیاء شیطان میں لفظ اولیاء دیکھ کر یا آلِ فرعون میں لفظ آل دیکھ کر یہ فیصلہ کر دیگا کہ یہ تمام الفاظ یعنی سنت ، اولیاء ، جماعت ، اصحاب اور آل ہی برے ہیں ؟

مخاطب موصوف نے شیعوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ خود کو شیعہ کہنا چھوڑ دیں ، کیا ان کے اس مشورہ کے مقابلہ میں ہم بھی ان کو مشورہ دے سکتے ہیں کہ چونکہ قرآن مجید میں سُنَّةُ الاوّلين کہہ کر کفار کی سنت کہا گیا اور سیھزم الجمع کہکر جماعت کفار کہا گیا اور كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا (اعراف) کہکر کفار کو امت کہا گیا ہے لہٰذا آپ حضرات اپنے آپ کو سنت جماعت اور امت کہنا چھوڑ دیں ؟

سـہـلہ

علی مرتضیٰ اور اہلبیت اطہار کے شیعوں کی زبان رسالت پر مدح

ہم کلام اللہ سے ثابت کر چکے کہ خداوند عالم نے انبیاء کرام کے شیعہ اور پیروحضرات کی مدح کی ہے ۔ یہاں تک کہ یہ لفظ شیعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھی ارشاد فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کریم آنحضرت پر آنحضرتؐ ہی کے زمانہ میں نازل ہوا اس حقیقت کی موجودگی میں مخاطب موصوف کا یہ جملہ کس قدر غلط اور باطل ہے ۔

"جناب رسول علیہ السلام کے وقت
اور صحابہ کرام کے زمانہ تک تو اسلام میں
کوئی شیعہ کا نام مروج نہ تھا ، بلکہ وہ
تو اس نام کو قبیح اور برا جانتے تھے ۔"

موصوف بتائیں کہ قرآن کریم نے جب انبیاء کرام کے شیعہ کی مدح کی اور اور حضرت ابراہیم جیسے جلیل القدر نبی کو نوحؑ کا شیعہ کہا تو کیا صحابہ کرام قرآن کے برخلاف لفظ شیعہ کو برا اور قبیح سمجھتے ہیں ، کیا صحابہ کرام اس نبی برحق (ابراہیمؑ) کو شیعہ نوحؑ ہونے کی وجہ سے قبیح اور برا سمجھتے تھے ، جن کی ملت کی پیروی کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا اور فرمایا ۔ واتبع ملۃ ابراھیم حنیفا ، بلکہ قدرت نے دین اسلام کو بھی

یعین ملت ابراہیم فرمایا۔ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ، یہی نہیں بلکہ
ہم لوگوں کا اور دیندار وں کا نام بھی مسلمان انہوں ہی نے رکھا۔
هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔
یہ کیسے ممکن ہے کہ جو لفظ قرآن کریم میں پاکیزہ نسبت سے ساتھ ملاوضع
ہو وہ لفظ (شیعہ) صحابہ کے نزدیک مذموم ہو اور اگر قرآن کریم کا پسندیدہ
لفظ صحابہ کے لئے ناپسندیدہ ہو تو پھر صحابہ خود خدا کے پسندیدہ کہاں ہو سکتے
ہیں، موصوف صحابہ اخیار پر مخالفت قرآنی کی تہمت اور بہتان رکھ
رہے ہیں۔
یہ بات اہل نظر سے مخفی نہیں ہو سکتی کہ لفظ شیعہ زبان قدرت پر بھی
جبکہ پاکیزہ نسبت سے ہو ممدوح ہے اور زبان رسالت پر بھی چنانچہ آنحضرت
کے ارشادات میں یہ لفظ (شیعہ) باربار مژدہ نجات اور بشارت فوز و
فلاح کے لئے آیا ہے چند مثالیں پیش کئے دیتے ہیں، صاحب ینابیع المودۃ
جو حنفی عالم اور قسطنطنیہ کے مفتی اعظم ہیں (شیخ سلیمان) وہ کتاب مذکور
کے باب ۵۶ میں مذہب اہل سنت کی مستند کتابوں (کنوز الدقائق، جامع
الصغیر، ذخائر العقبیٰ) سے سرکار کی یہ حدیث مبارک بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت
نے ارشاد فرمایا۔
۱۔ شِيْعَةُ عَلِيٍّ هُمُ الْفَائِزُوْنَ، یعنی علی کے شیعہ کامیاب ہیں۔
۲۔ پھر کتاب مذکور کے صفحہ ۴۴ پر ہے کہ آں حضرت نے فرمایا۔
عَلِيٌّ وَشِيْعَتُهٗ هُمُ الْفَائِزُوْنَ يَوْمَ ۔۔۔ ۔۔۔، یعنی علی اور

ان کے شیعہ بروز قیامت کامیاب ہیں۔

۳۔ پھر کتاب مذکور مترجم اردو کے صفحہ ۲۹۱ پر ہے کہ آں حضرت نے فرمایا۔ یا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ تَرِدُوْنَ عَلَی الْحَوْضِ رِوَاءً۔ یعنی اے علی تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر بے تامل آزادی سے پہنچیں گے

۴۔ پھر اسی کتاب مذکور کے باب ۶۸ میں کتاب صواعق محرقہ ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کی زبانی شیعۂ علی کے صفات کا تفصیل بیان ہے جن صفات کو بیان فرما کر حضرت علی نے فرمایا۔

یہ لوگ ہمارے شیعہ، ہمارے دوست اور ہم میں سے ہیں اور ہمارے ساتھ ہوں گے،

۵۔ پھر اسی کتاب کے باب ۶۸ صفحہ ۴۵۵ میں کتاب مناقب سے حضرت نوف بکالی صحابی رسول کی زبانی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے نوف تم جانتے ہو کہ میرے شیعہ لوگ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میرے شیعہ وہ لوگ ہیں جو بھوکے پیٹ والے ہیں، تارک الدنیا ہیں لِلّٰہیت اُن کے چہروں پر موجود ہوگی رات کو راہب ہیں دن کو عالم ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب رات چھا جاتی ہے تو اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے شانوں پر چادریں ڈال دیتے ہیں، اپنے پاؤں کی صفیں بناتے ہیں، اپنی پیشانیوں کا فرش بناتے ہیں، ان کے رخساروں پر اُن کے آنسو جاری رہتے ہیں۔ وہ اپنی گردنوں کو عذاب آخرت سے چھڑانے

کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں، دن کے وقت عالم ہوتے ہیں، حلیم ہوتے ہیں، شریف ہوتے ہیں، نیک ہوتے ہیں اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اے نوف میرے شیعہ وہ لوگ ہیں جو کتے کی طرح نہیں بھونکتے کوّے کی طرح لالچی نہیں ہونے چاہیے، بھوک سے مر ہی کیوں نہ جائیں۔ لیکن لوگوں کی طرف نہیں جھکتے، اگر مومن کو دیکھتے ہیں تو اس کی عزت کرتے ہیں اگر بدکار کو دیکھتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا کی قسم یہ لوگ میرے شیعہ ہیں۔ ینابیع المودۃ مترجم اردو صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵۔

۶۔ صاحب وسیلۃ النجاۃ نے بیان کیا ہے کہ اخطب خوارزم جو اکابر علماء اہل سنت سے ہیں، نے کتاب مناقب میں رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے روز فتح خیبر علی مرتضیٰؑ سے فرمایا۔

لَوْلَا اَنْ یَّقُوْلَ فِیْكَ طَوَائِفُ مِنْ اُمَّتِیْ مَا
قَالَتِ النَّصَارٰی فِیْ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ لَقُلْتُ
فِیْكَ الْیَوْمَ مَقَالًا بِحَیْثُ لَا تَمُرُّ عَلٰی مَلَأٍ
مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَخَذُوْا مِنْ تُرَابِ رِجْلَیْكَ
وَفَضْلِ طَهُوْرِكَ یَسْتَشْفُوْنَ بِهٖ وَلٰكِنْ حَسْبُكَ
اَنْ تَكُوْنَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ تَرِثُنِیْ وَاَرِثُكَ
وَاَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا
اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یَا عَلِیُّ اَنْتَ تُؤَدِّیْ

بَعْدِیْ وَ تُقَاتِلُ عَلٰی سُنَّتِیْ وَ اَنْتَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَقْرَبُ النَّاسِ مِنِّیْ وَ اِنَّکَ غَدًا عَلَی الْحَوْضِ خَلِیْفَتِیْ تَذُوْدُ عَنْہُ الْمُنَافِقِیْنَ وَ اَنْتَ اَوَّلُ مَنْ یَّرِدُ عَلَیَّ الْحَوْضَ وَ اَنْتَ اَوَّلُ دَاخِلٍ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ اُمَّتِیْ وَ اِنَّ شِیْعَتَکَ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ

یعنی آں حضرت نے علی مرتضیٰؑ سے فرمایا کہ یا علی اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تمہارے بارہ میں بھی میری امت کے گروہ وہی کہنے لگیں گے جو نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں کہا تو میں آج تمہارے بارہ میں وہ بیان کرتا کہ تم مسلمانوں کے کسی گروہ کی طرف سے گزرتے مگر یہ کہ لوگ تمہارے پیروں کی خاک اور تمہارے جسم سے گرے ہوئے پانی کو اٹھاتے اور اس سے شفا حاصل کرتے لیکن یا علیؑ تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا وارث ہوں اور تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو نسبت ہارون کو موسیٰ سے ہے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یا علیؑ تم ہی میرے قرض کو ادا کرو گے اور تم ہی میری سنت پر قتال کرو گے، اور تم ہی آخرت میں تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے قریب تر ہو گے اور تم ہی کل کے روز لئے

حوضِ کوثر پر میری جانب سے منتظم ہو گے اور حوضِ کوثر سے منافقین کو ہٹاؤگے اور تم ہی میری امت میں سب سے پہلے داخلِ جنت ہوگے اور تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر ہوں گے ،

غرضکہ کلامِ خدا اور احادیثِ رسولِ خدا میں جا بجا لفظِ شیعہ آیا اور آنحضرتؐ نے بار بار اپنے اور علی کے شیعوں کی مدح فرمائی اور شیعہ کی اخروی کامیابی اور نجات کی خبر دی ، ہم نے نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش کر دیں ، ورنہ کتبِ اہلِ سنت میں شیعہ علیؑ مرتضیٰ کی مدح وثنا میں ان کے علاوہ بھی احادیثِ رسول موجود ہیں ، جن کو دیکھ کر شاہ عبدالعزیز دہلوی مصنف تحفہ اثنا عشریہ نے اپنی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ احادیث جو مدحِ شیعہ میں ہیں ان سے مراد ہم اہلِ سنت ہیں ابتداءً یہ نام (شیعہ) ہمارا تھا ہم ہی شیعہ اولیٰ ہیں مگر جب رافضیوں نے اپنا یہ نام رکھ لیا تو ہم نے یہ نام چھوڑ دیا۔

ظاہر ہے کہ شاہ صاحب کی یہ عبارت محض عبارت آرائی ہے ، اور قطعاً سخن سازی ہے ، تاہم اُن کو یہ تو تسلیم کرنا پڑا کہ احادیثِ نبویہ میں شیعیانِ علی و اہلِ بیت کی مدح وثنا بھی ہے اور اُن کی نجات کا مژدہ بھی

سوادِ اعظم کا نام اہل السنت والجماعۃ کیسے اور کہاں سے ہوا؟

ہم یہ پورے طور پر ثابت کر چکے کہ لفظ شیعہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بکثرت استعمال ہوا اور یہ لفظ "شیعہ" جب بھی انبیاء معصومین اور ائمہ طاہرین کی نسبت سے استعمال ہوا لائق مدح و ثنا قرار پایا لیکن اس کے مقابلہ میں جو نام سوادِ اعظم کا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیسے اور کہاں سے ہوا، لفظ شیعہ کے لئے تو یہ کلیہ ہے کہ یہ لفظ جب بھی کسی بہترین ہستی سے منسوب ہوگا، وہاں شیعہ کے معنی بہتر اور برتر ہی کے ہوں گے جیسے شیعہ نوح، شیعہ موسیٰ، شیعہ رسول، شیعہ علی اور شیعہ اہلبیت لیکن لفظ سنت کے لئے تو یہ بھی لازمی نہیں کہ یہ کسی اچھے نام کی نسبت سے ہر جگہ اچھا اور خوشگوار ہی ہو کیونکہ اللہ کی سنت فرمانبردار و پر انعام و اکرام ہے تو نافرمانوں پر لعن اور نزولِ عذاب بھی ہے، انبیاء علیہم السلام کی سنت جہاں ارشاد و ہدایت ہے وہاں کفار و منافقین سے بیزاری اور ان پر نزولِ عذاب کی دعا کرنا بھی ہے لہٰذا لفظ سنت جب بہترین نسبت سے بھی ہر جگہ اس حیثیت میں نہ ہو کہ ہر شخص اس کا مصداق بننا گوارا کرے تو اس سنت کا تو ذکر ہی کیا جو ہو ہی کفار اور گمراہوں کی، اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہو رہا ہے کہ لفظ سنت کسی اچھے نام اور کسی اچھی نسبت سے بھی ہر جگہ بے خوف و خطر نہیں، پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ سوادِ اعظم کا نام سنت جماعت پہلے بھی نہیں، اور نہ یہ کسی فرقہ کا نام ہو سکتا ہے

کثرتِ استعمال میں ہوا ہے مختصراً سنت جماعت کہہ دیا جاتا ہے لیکن اصل نام تو ہے۔ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ، اب نہیں کوئی بتا دے کہ کیا یہ لفظ قرآنِ کریم میں کہیں آیا ہے؟ دعویٰ تو یہ کہ ہمکو قرآن کافی ہے لیکن نام تک قرآنی نہیں۔

لطف بالائے لطف یہ کہ جو نام قرآنی ہے، نبوی ارشادات میں ہے یعنی شیعہ اس پر تو اعتراض، لیکن جو نام غیر قرآنی ہے اس پر فخر و مباہات موصوف چاہتے ہیں اور شیعوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح قرآنی اور نبوی نام کو چھوڑ دو اور ہمارا غیر قرآنی نام اختیار کرو۔

لفظ سنت تو بے شک قرآن کریم میں ہے جو کہیں ممدوح معنیٰ میں ہے اور کہیں مذموم معنیٰ میں لیکن لفظ اھل السنۃ کا قرآن کریم میں کہیں موجود ہی نہیں اس کے بعد لفظ جماعت تو یہ لفظ بھی قرآن بھر میں کہیں نہیں۔

ہمارے اس بیان کی روشنی میں ہر عقلمند یہ سمجھ سکتا ہے کہ جو لفظ اھل السنۃ والجماعت قرآن بھر میں کہیں نہ ہو وہ لفظ زبانِ رسولؐ پر یا عہد رسول میں کسی مسلمان کی زبان پر کدھر سے آسکتا تھا، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس لفظ کا اور اس نام کا زمانہ پیغمبرؐ میں مطلقاً وجود نہ تھا، یہ لفظ بعد کی پیداوار ہے۔

لفظ اہل السنۃ والجماعۃ زمانہ مابعد رسولؐ کی اختراع ہے

یہ تاریخ کا مسلمہ واقعہ ہے کہ حضرت معاویہ نے علی مرتضیٰ پر علی الاعلان سب وشتم کیا اور دوسروں کو سب وشتم کا حکم دیا اور نماز کے خطبات میں علیؑ پر تبرا جزو لازم قرار دیا اور اس عمل ناشائستہ کو سنت کا نام دیا ایک عرصہ دراز کے بعد جب حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ بنے اور انہوں نے پہلا نماز کا خطبہ دیا تو اس خطبہ میں علی مرتضیٰ پر تبرا نہ کیا اس پر نمازیوں نے جو کہ علیؑ پر تبرا کرنے اور تبرا سننے کے خوگر ہو چکے تھے کہا۔

ایھا الامیر السنۃ السنۃ یعنی امیر آپ نے سنت کو چھوڑ دیا تو اموی خلیفہ نے جواب دیا بل ھی بدعۃ یعنی علی پر تبرا کرنا سنت نہیں بلکہ بدعت ہے چنانچہ اسی اموی خلیفہ نے جہاں فدک اہل بیت کو واپس کیا وہاں اس رسم قبیح کو بھی اسی ۸۰ یا اسی ۸۰ سال کے بعد بند کیا۔

اب رہا لفظ جماعت تو اس کے لئے مختصراً یہی کافی ہے کہ صاحب تاریخ احمدی نے حضرات اہل سنت کی مشہور و معتبر کتابوں کے حوالہ سے یعنی تاریخ خمیس، تاریخ الخلفاء، عقد الفرید، تاریخ کامل، استیعاب ابن عبدالبر اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری (علامہ عینی) سے بیان کیا ہے کہ جس سال حضرت معاویہ نے لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لی اس سال کا نام انہوں نے عام الجماعت یعنی جماعت کا سال رکھا۔

یہاں ذہن میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ یہ نام داھل السنۃ والجماعت، جب نہ زمانۂ رسول میں تھا اور نہ عہد خلفاء اربعہ میں تھا تو کہیں یہ نام حضرت معاویہ ہی کا تو رکھا ہوا نہیں، جو غیر ارادی طور پر اب تک چلا آرہا ہو، ہم موصوف سے اور ان کے ہم نوا حضرات سے اس اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اس پر تحقیقی نظر ڈال کر انکشاف فرمائیں کہ یہ نام کب سے چلا اور کس نے چلایا؟

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہٖ محمد وآلہ الطاہرین۔

——— السید محمد جعفر

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی

بیادِ سید وصی حیدر رضا زیدی

کتابوں کی لسٹ ڈی وی ڈی کور کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

خصوصی تعاون: حجۃ الاسلام سید نو بہار رضا نقوی (فاضل مشہد، ایران)

سگ درِ بتولؑ: سید علی قنبر زیدی • سید علی حیدر زیدی

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

DOLBY DIGITAL DVD

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی • التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)